ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی میں

حکومتِ سعودی عرب کے سفیر محترم کی تشریف آوری

۷ اگست ۱۹۷۰ء کو پاکستان میں مملکتِ سعودیہ عربیہ کے سفیر عزت مآب جناب محمد العبداللہ المطلق ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی میں تشریف لائے۔ ڈائرکٹر ادارہ جناب ڈاکٹر صغیر حسن معصومی صاحب نے ادارہ کے فاضلین کے ساتھ موصوف کا استقبال کیا۔ بعد ازاں معزز مہمان کو ادارہ کی تاسیس اور اس کے اغراض و مقاصد سے متعلق تفصیلی معلومات سے باخبر کیا گیا۔ ادارہ میں اجتماعی طور پر جو ماسٹر پلان[1] زیر تکمیل ہے اس کا تعارف کرایا گیا۔ اس کے علاوہ بعض محققین جو انفرادی طور پر شوریٰ، اسلامی ممالک کے عائلی قوانین کا تقابلی مطالعہ یا مسودات کی تصحیح و تحقیق پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے علمی کاموں کی افادیت پر بھی روشنی ڈالی گئی۔

ادارہ کے نظم و نسق سے متعلق معزز مہمان نے جو سوالات کئے، ڈائرکٹر صاحب نے ان کے جوابات دیئے۔

بعد ازاں موصوف ادارہ کی لائبریری میں تشریف لے گئے اور وہاں دینی و علمی کتب کا بیش بہا ذخیرہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ بالخصوص نوادر و مخطوطات کے گرانقدر مجموعہ سے دیر تک محظوظ ہوتے رہے۔

موصوف نے امید ظاہر کی کہ یہ ادارہ قدیم و جدید علوم و افکار کے درمیان حسین اسلامی امتزاج کا باعث بنے گا اور اسلامی رائے عامہ کو ترقی و روشنی سے ہمکنار کریگا، اور "اقرأ باسم ربک الاعلیٰ" مہتم بالشان دعوت کو سامنے رکھ کر دنیا میں اسلامی تہذیب و ثقافت کا علم بلند کرے گا۔

آخر میں معزز مہمان کی خدمت میں ادارہ کی مطبوعات کا ایک سٹ پیش کیا گیا۔

(مدیر)

---

[1] اس کی تفصیل ملائشیا کے وفد کے ضمن میں پچھلے صفحات میں موجود ہے۔

زیرِ نظر مخطوطہ مصنف کے فرزند ابوبکر احمد بن محمد بن محمد الجزری الشافعی المقری کی شرح نثر میں ہے جو انہوں نے اپنے والد کے قصیدہ طیبۃ النشر پر لکھی ہے۔ احمد الجزری کا سن وفات تذکرہ کی کتابوں میں نہیں ملتا۔ حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں تین مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ تین مقامات یہ ہیں: شرح مقدمۃ الجزریہ فی علم التجوید جس کا نام انہوں نے الحواشی المفہمہ رکھا ہے۔ دوسری جگہ طیبۃ النشر کی شرح کا ذکر کرتے ہوئے اور تیسری جگہ مقدمۃ الحدیث لابن الجزری کی شرح کا ذکر کرتے ہوئے کیا ہے۔

کشف الظنون کے اس بیان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شیخ احمد بن الجزری نے اپنے والد کی ان تینوں کتابوں کی شرحیں لکھیں۔ ان کا سنِ وفات اگرچہ تلاش بسیار کے باوجود نہیں مل سکا۔ تاہم اپنے والد کی وفات ۸۲۳ھ کے بعد تک زندہ رہے، اس طرح ان کا وفات کا زمانہ ۸۵۰ھ یا اس کے قریب ہوگا۔

زیرِ نظر مخطوطہ کے سرورق پر صرف اتنا لکھا ہوا ہے۔ ھذا شرح الطیبہ لعلامۃ ابن الناظم نفعنا اللہ بہ۔ اندر خطبہ کی کوئی عبارت درج نہیں ہے۔ جس کے ذریعے ہم شارح کے نام کا تعین کرسکیں۔ ابن الناظم کے نام سے جو نحوی مشہور ہیں وہ محمد بن محمد بن عبداللہ المتوفی ۶۸۶ھ شارح الالفیہ فی النحو ہیں۔ جو ساتویں صدی کے آواخر کے عالم ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ ابن الناظم النحوی، محمد بن محمد الجزری المتوفی ۸۳۳ھ کے الفیہ کی شرح نہیں کرسکتے۔ اور یہ مخطوطہ طیبۃ النشر کی شرح ہے۔ آخر کے تین شعر یہ ہیں

وھھنا تمّ نظام الطیبۃ   الفیۃ سعدیۃ مھذّبہ

بالروم من شعبان وسط سنۃ   تسع وتعین وسبع مأتہ

روایۃ بشرط المعتبر   وقالہ محمد ابن الجزری

سرورق پر جو عبارت ابن الناظم لکھی ہوئی ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ ابن الناظم کی الطیبۃ کی شرح ہے۔ اگر یہ قیاس صحیح ہو تو اسے امام شمس الدین ابنِ الجزری ناظم الطیبۃ کے فرزند گرامی شیخ احمد بن محمد ابن الجزری کی شرح سمجھنا چاہیئے جیسا کہ مذکور ہوا۔

نسخہ کے آخر میں حسب ذیل عبارتیں ملتی ہیں:

قال ناسخہ الفقیر الحقیر الراجی عفو ربہ الناجی محمد بن احمد الخفاجی، قد تمّ

(قسط ۱۴)

فہرست مخطوطات

کتب خانہ ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد

محمد طفیل :

○ **مخطوط نمبر ۱۴۱** **داخلہ نمبر ۳۷۸۷**

- نام کتاب: شرح الطیبہ۔ فن تجوید۔ تقطیع $\frac{9\frac{1}{2} \times 7\frac{1}{2}}{5 \times 7\frac{3}{4}}$
- مصنف: احمد بن محمد بن محمد الجزری کاتب۔ محمد بن احمد الخفاجی۔
- سن تالیف: ۸۵۰ھ تقریباً سن کتابت ۲۴، ذی قعدہ ۱۳۰۵ھ
- اوراق: ۱۹۵۔ سطر فی صفحہ ۲۳
- سیاہی معمولی سیاہ، متن سرخ رنگ زبان عربی
- کاغذ قطنی دلیسی ساختہ مصر۔

آغاز:۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبہ الاعانۃ وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم۔ قال محمد ھو بن الجزری یاذا الجلال ارحمہ واستر واغفر۔

علم القراءت و تجوید کے مشہور عالم شیخ شمس الدین محمد بن محمد الجزری المتوفی ۸۳۳ھ نے ۷۹۹ھ میں اپنی مشہور و معروف منظوم کتاب" طیبۃ النشر فی القراءات العشر لکھی جو اپنے حرف ردیف کی وجہ سے الفیۃ الجزری کے نام سے مشہور ہے اور کبھی اسے منظومۃ الجزری بھی کہتے ہیں۔ یہ منظومہ فنِ قراءت کے مہمات متون میں شمار ہوتا ہے۔ اور بار بار چھپ چکا اور تجوید کے مدارس میں داخل نصاب ہے۔

طیبۃ النشر کی غیر معمولی مقبولیت کی وجہ سے یہ ہمیشہ سے درس و تدریس کے لئے مستعمل ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کی مختلف زمانوں میں متعدد شروح لکھی گئیں۔ خود مصنف کے فرزند احمد بن محمد نے بھی اس کی شرح لکھی تھی ان کے علاوہ شیخ ابوالقاسم محمد النویری متوفی ۸۵۷ھ نے بھی اس کی ایک شرح لکھی۔ اس کی کتاب کی ایک شرح بدرالدین حسن بن جعفر الاعرج متوفی ۹۹۳ھ نے بھی لکھی۔

انتقاد کے لئے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہے

انتقاد

رسالہ فیصلہ ہفت مسئلہ

اثر خامہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، محکمہ اوقاف، مغربی پاکستان، لاہور

محکمۂ اوقاف کے نئے مشیر تعلیم و مطبوعات ڈاکٹر رشید احمد جالندھری ان معدودے چند اہل علم میں سے ہیں جنہوں نے علومِ اسلامیہ کی تعلیم مشرقی مدارس میں حاصل کرنے کے بعد قاہرہ و مصر کے جامعات سے استفادہ کیا اور پھر انگلستان کے مستشرقین کی علمی مساعی اور تنقیدی افکار سے خاطر خواہ واقفیت حاصل کی۔ تعلیمی بے راہ روی کے باعث ہمارے ملک میں بعض قدیمی درس گاہوں کی افراتفری اور مغربی طرز کے شیدائیوں کی وجہ سے آجکل کے ارباب علم و بصیرت میں جو افتراق و تشتت کارفرما ہے اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا، اہل غرض اپنی ہوا و ہوس کے اتباع میں الگ فتنہ و فساد کے موجب بنے۔ آج بھی ایسے لوگ اپنی کج فکری اور افترا پردازی جیسی صلاحیتوں سے کام لے کر 'خدمتِ اسلام' اور 'خدمتِ دین' کے پرشکوہ اصطلاحوں کے اظہار سے شب و روز موجودہ فضا کو مسموم کرنے میں کوشاں ہیں۔

ایسے پرآشوب زمانے میں محکمۂ اوقاف کی جانب سے رسالہ 'فیصلہ ہفت مسئلہ' کی اشاعت نہایت خوش آئند اور لائق ستائش ہے۔ اللہ تعالیٰ محکمہ اوقاف کو توفیق عطا کرے کہ ایسے رسائل لوگوں میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں مفت تقسیم کرے اور اس قسم کے بنیادی موضوعات سے متعلق صحیح معلومات فراہم کر کے لوگوں کو حقیقتِ حال سے آگاہ کرے۔

یہ بڑے افسوس کا مقام ہے کہ حضرت خاتم النّبیّین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی دینی تعلیمات اور اسلام کے بتائے ہوئے قرآنی احکام کو چودہ سو برس کی طویل مدت میں بعض اہلِ علم اور اساتذۂ علومِ اسلامیہ کے انفرادی فہم و نگارش کے مطابق سمجھنے کی کوششوں میں غلو سے کام لیں اور دین مصطفوی 'علی صاحبہ الف تحیۃ و روحی فداہ' کو اپنے خیالات و افکار کا پابند بنا لیں اور پھر آپس میں کچھ

ھذا الکتاب بعون الملک الوھاب لیلۃ الاحد لاربعۃ وعشرین خلون من شھر القعدۃ الذی ھو من شھور سنہ ۱۳۰۵ الف وثلثمائۃ وخمسۃ من ھجرۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم تسلیماً۔ آمین۔

نیز لکھا ہے:

قد بلغ ھذا الکتاب مقابلۃ بحسب الامکان علی ید الفقیر حسن الجبرتی وغیرہ من الاخوان اصلح اللہ لی ولہ الحال والشان وذلک بملاحظۃ ملاذنا و استاذنا حائز الکمالات بمرھا والآخذ من الجوزاء بنطاقھا من الیہ فی کل مھم آوی۔ العلامۃ الشیخ محمد بیومی المیناوی بلغہ اللہ ما ارادہ ورزقہ الحسنی وزیادۃ و وسع اللہ لنا فی حیاتہ لنستقی من قراءتہ۔ آمین۔

وصلی اللہ علی النبی الکریم سیدنا محمد وعلی آلہ و صحبہ اجمعین قالہ راجی العفو والمنن حسن الجبرتی عفا اللہ عنہ فی ۲۷ر القعدۃ ۱۳۰۵ھ

اس کتاب کے طبع ہونے کی کوئی اطلاع نہیں ہے۔ زیرِ نظر نسخہ عمدہ خط میں لکھا ہوا ہے، اور چونکہ منظومۃ الجزری کے مصنف کے بیٹے کی لکھی ہوئی شرح ہے، جو قریب ترین زمانہ کی اور نہایت قابلِ اعتماد ہے۔ اس لئے اس کی اشاعت نہایت مفید ثابت ہوگی۔

(مسلسل)

○ ○ ○

اختلاف رائے پر لعن طعن کر کے 'خسر الدنیا والآخر' کے مصداق بن جائیں۔

برصغیر پاک و ہند میں خود حنفیوں میں بعض اہل علم حضرات اپنے اپنے مخصوص اعتقادات کے تحت مختلف جماعتوں کے بانی بن بیٹھے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ اہل سنت والجماعت نیز اہل حدیث جو سب کے سب اصول میں متفق ہیں اور حضور شارع اسلام کے اپنے اپنے زعم میں سچے اور پکے پیروکار ہیں، قرآن و سنت پر عمل پیرا ہیں، مگر محض اپنی اپنی علمی استعداد اور فہم و دانش کے مطابق (وفوق کل ذی علم علیم) بعض مباحات پر اصرار، یا بعض مستحبات کے ساتھ بے جا تشدد برتنے کی وجہ سے بعض نہایت مضر اور گمراہ کن خیالات کی نشر و اشاعت کو عین دین سمجھنے لگتے ہیں، اور عصبیت جاہلیہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ آج سارے اہل قبلہ نیز ارباب علم و بصیرت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اسلام کے نام لیوا آپس میں برابر ہیں اور بحکم حدیث نبویؐ اسلامی قانون کے مساوی طور پر مکلف ہیں، اور سوائے تقویٰ کے کوئی وجہ امتیاز و اختصاص ان میں نہیں۔

اس دور میں اعداء اسلام مسلمانوں میں تفرقے پیدا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور علمی، فکری، ذہنی اور نفسیاتی طور پر ہر طرح سے ابتری پھیلانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اور خصوصاً یہود و نصارا اربوں روپے اور کثیر دولت بے دریغ صرف کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کو اصل دین و احکام قرآن و سنت سے دور سے دور تر کر دیں اور ان کا شیرازہ فتنہ و فساد کا شکار ہو جائے اور سارے عالم پر بے خوف و ہراس اپنی برتری علی الدوام قائم رکھیں۔ ایسے نازک دور میں اگر ہم داخلی فساد میں مبتلا رہے تو پھر کسی طرح بین الاقوامی جدوجہد میں ہم مسلمانوں کا مستقبل روشن نہیں ہو سکتا اور کسی طرح اہل اسلام ترقی کے میدان میں سبقت نہیں لے جا سکتے۔

دریں حالات حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے اس سنجیدہ علمی کارنامے کی نشر و اشاعت سے محکمۂ اوقاف نے فی الواقع بڑی خدمت انجام دی ہے۔ اس رسالے میں حضرت حاجی رحمۃ اللہ علیہ نے مولود شریف، فاتحہ مروجہ، عرس، جماعت ثانیہ، غیر اللہ کو پکارنے اور امکان نظیر اور امکان کذب جیسے مسائل کی نہایت عمدہ توجیہ کی ہے، اور ان کے متعلق نہایت متعین اور معتدل فیصلہ صادر فرمایا ہے۔ یہ مسائل وہ ہیں جن کے متعلق خود احناف کے علمی خانوادے اور متدین حلقے آپس میں سر پھٹول اور کٹ مرنے کو عین حنفیت اور دین داری سمجھتے رہے ہیں۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے قول پاک " المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ " (اسلام کا متبع وہ ہے جس کے ہاتھوں اور جس کی زبان سے اہل اسلام محفوظ اور بچے ہوئے رہیں) کو پس پشت ڈال کر ذرہ ذرہ سی بات میں اختلافِ رائے کو موجبِ تکفیر و شر و فساد بنانا کسی عالمِ دین کے نزدیک رشد و ہدایت نہیں سمجھا جا سکتا۔

اللہ کے پرستاروں اور اہلِ اسلام میں فرقہ و جماعت کے امتیاز کے بغیر صحیح اسلامی تعلیمات کی نشر و اشاعت ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد کے اوّلین مقاصد میں سے ہے اور اپنے ماہانہ جریدہ " فکر و نظر " کے ذریعہ نیز اپنی تحقیقی کتابوں، اُردو، انگریزی، ترجموں اور تشریحی تحریرات سے اس فریضے کی انجام دہی میں ہر آن کوشاں ہے۔ " فکر و نظر " کے مضامین اس بات کے شاہد عدل ہیں کہ ان سے علمی خدمات کے علاوہ اقتصادی، سیاسی، دینی اور مذہبی مسائل کے صحیح قرآنی اور اسلامی حل سے عام قارئین کو واقف بنانا اس کا مطمح نظر ہے۔

محکمہ اوقاف چونکہ امت کے سربرآوردہ اہل ثروت کی رقوم کی امانت کا حامل ہے اس لئے یہ امید کی جاتی ہے کہ ایسے علمی رسالوں اور دینی مقالوں کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ دلچسپی لے، تاکہ عام اہل علم مسلمانوں میں اتفاق، یکجہتی اور محبت و اخوت از سر نو تازہ ہو جائے۔

ملک کے مختلف اداروں کے رسائل و جرائد کی ترویج کے علاوہ محکمۂ اوقاف کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ اپنے تربیت یافتہ خطیبوں کے ذریعہ مختلف کارخانوں، اسکولوں اور اداروں میں وقتاً فوقتاً ہفتہ میں ایک یا دو بار ایسی مجلسیں قائم کرے جن میں بعض مقالات پڑھے جائیں اور سامعین کو سوال و استفسار کا موقعہ عطا کیا جائے تاکہ مذہبی نکتوں کی خاطر خواہ وضاحت کی جا سکے، ایسے مذاکرے کی نشستوں سے لوگوں میں طلب صادق اور دینی باتوں سے واقفیت حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہونے کا قوی امکان ہے۔ وما علینا الا البلاغ

(محمد صغیر حسن معصومی)